محمد وسیم اختر مفتی

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عائشہ بنت حضرت سعد کی روایت ہے، آپ ؐ نے اپنا دست مبارک حضرت سعد کی پیشانی پر رکھا، ان کے چہرے ، سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی، اللہ! حضرت سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو کامل کر دے۔ اللہ! اس کے جسم اور قلب کو تن درست کر، اس کی بیماری دور کر اور اس کی دعا قبول کر لے۔ حضرت سعد کہتے ہیں، میں آپ ؐ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے کلیجے پر اب بھی محسوس کرتا ہوں۔ (بخاری: ۵۶۵۹، مسند احمد: ۱۴۷۴) آپ ؐ نے انھیں عجوہ کھجور کھلانے اور بنوثقیف کے طبیب حارث بن کلدہ کو دکھانے کی ہدایت بھی فرمائی۔ حضرت سعد کو معلوم تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں فرماتے کہ آدمی اس جگہ جا مرے جہاں سے ہجرت کر چکا ہے (مسلم: ۴۲۲۰) اس لیے اضطراب سے کہا، یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا؟ آپ ؐ نے تسلی دی، تو پیچھے نہیں رہے گا۔ عجب نہیں، تیری عمر دراز ہو اور تجھ سے کئی لوگوں (مسلمانوں) کو فائدہ ہو اور کچھ آدمیوں کو (کافروں) کو تم سے ضرر پہنچے۔ (بخاری: ۳۹۳۶، ۴۴۰۹) آپ ؐ نے یہ ہدایت بھی فرمائی، اگر حضرت سعد کا یہیں انتقال ہو گیا تو انھیں مدینہ کے راستے میں دفن کرنا۔

حضرت سعد کی روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''میں مدینہ کے دو سنگلاخ پہاڑوں (عیر اور احد) کے درمیان واقع سرزمین کو حرم (قابل احترام) قرار دیتا ہوں۔ اس کے جھاڑوں کو کاٹا جائے نہ یہاں کا جانور شکار کیا جائے۔'' (مسلم: ۳۲۹۶) ایک دفعہ حضرت سعد عقیق میں واقع اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے کہ ایک غلام کو

دیکھا کہ وہ درخت کاٹ رہا ہے اور پتے جھاڑ رہا ہے۔ انھوں نے کٹا ہوا درخت اور پتے اس سے چھین لیے۔ اس کے اہل خانہ ان کے پاس آئے اور چھینے ہوئے درخت مانگے تو حضرت سعد نے انکار کر دیا اور کہا، اللہ کی پناہ! میں وہ شے لوٹا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ کرم مجھے عطا کر دی ہے۔ (مسلم: ۳۲۹۹)

شاہ ایران کسریٰ کی ہلاکت کی خبر سب سے پہلے حضرت سعد کو ہوئی۔ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے انھیں دیکھتے ہی فرمایا، حضرت سعد کے چہرے پر کوئی خبر لکھی ہے۔ (بیہقی: دلائل النبوۃ)

خلفائے راشدین کے زمانہ میں حضرت سعد کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ حضرت ابوبکر نے مدینہ کی طرف آنے والے راستوں پر پہرے دار دستے مقرر کیے۔ ایک کے کمانڈر حضرت سعد بن ابی وقاص تھے، باقی دستوں پر علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمان بن عوف اور عبداللہ بن مسعود مقرر تھے۔ مرتدین کی سرکوبی کرنے والی فوجیں مدینہ واپس آئیں تو انھی کمانڈروں نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت سعد نے صفوان کی آمد کی بشارت سنائی۔

حیرہ ربیع الاول ۱۲ھ میں خالد بن ولید کے ہاتھوں فتح ہوا، وہاں کے باشندگان معاہدے سے پھرے تو مثنیٰ نے انھیں دوبارہ زیر کیا، تیسری دفعہ منحرف ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے فتح حاصل کر کے ان پر ۴ لاکھ سالانہ جزیہ عائد کیا۔

یکم محرم ۱۴ھ کو حضرت عمر نے حضرت علی کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود فوج لے کر عراق کا قصد کیا۔ صرار کے مقام پر پہنچ کر انھوں نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ اکثریت نے سفر جاری رکھنے کا مشورہ دیا تاہم عبدالرحمان بن عوف کی رائے تھی، کسی دوسرے جرنیل کو کمان سونپ کر مدینہ لوٹ جائیں۔ اب عمر نے لشکر کی امارت کے لیے صلاح لی، ان کی مشاورت جاری تھی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا خط موصول ہوا جس میں حربی اور قائدانہ صلاحیتیں رکھنے والے ایک ہزار شہ سواروں کے انتخاب کی اطلاع دی گئی تھی۔ حضرت سعد اس وقت بنو ہوازن کے صدقات کی وصولی پر مامور تھے اور عمر نے انھیں اس انتخاب کی ذمہ داری بھی سونپ رکھی تھی۔ اس موقع پر عبدالرحمان بن عوف پکار اٹھے، میں نے امیر جیش ڈھونڈ لیا۔ انھوں نے حضرت سعد بن مالک (ابی وقاص) کا نام تجویز کیا۔ وہاں موجود تمام حاضرین کو بھی یہ انتخاب انتہائی موزوں لگا۔ ۱۴ھ (۶۳۵ء) کی ابتدا تھی جب حضرت سعد ۳ ہزار اہل یمن اور ۱ ہزار دوسرے مسلمانوں کا لشکر لے کر چلے، عمر انھیں رخصت کرنے کچھ آگے اعوص تک گئے۔ انھوں نے نصیحت کی، سعد! تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور ان کا صحابی ہونا کسی دھوکے میں نہ ڈالنے پائے اس لیے کہ اللہ

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

برائی کو برائی سے ختم نہیں کرتا بلکہ برائی کو نیکی ہی کے زور سے مٹاتا ہے۔تم اس اسوہ کو مطمح نظر بنائے رکھنا جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نبوت سے وفات تک قائم رہے۔آنے والے مصائب میں صبر کا دامن تھامے رکھنا۔اللہ سے ڈرتے رہنا،خشیت الٰہی حاصل کرنے کے لیےضروری ہے کہ دنیا سےنفرت کرواورآخرت سے محبت کرو۔عمر نے عراق میں پہلے سے موجود جرنیلوں جریر بن عبداللہ اورمثنیٰ بن حارثہ کی فوجوں کوحضرت سعد کے ماتحت کام کرنے کاحکم دیا۔قبل ازیں جریرمثنیٰ کی ماتحتی قبول کرنے پرآمادہ نہ تھے۔حضرت سعدثعلبیہ اورخزیمہ کے بیچ واقع صحرائے زرودتک پہنچے تھے کہ مثنیٰ جنگ جسر میں لگے ہوئے زخموں کی تاب نہ لاکرچل بسے۔اب وہ پورے عراق کے گورنراورکمانڈر تھے،شراف پہنچ کرانھوں نے امیرالمومنین کی ہدایت پرمقامی امرااورفوجی دستوں کے کمانڈروں کا تقرر کیا۔مثنی کے بھائی معنّی بن حارثہ وہیں آئے اورمثّنی کی ہدایات ان تک پہنچائیں۔مثنیٰ کی بیوہ سلمٰی ان کے ساتھ تھیں،حضرت سعد نے ان سے شادی کرلی اورمعنّی لوٹ گئے۔

قادسیہ قدیم ایران کا دروازہ تھا،وہاں پہنچنے سے پہلے حضرت سعدکوعذیب کا معرکہ پیش آیا،انھوں نے شیرزادکو شکست سے دوچار کیا تو کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ایران کےشاہ یزدگرد نے رستم کوجیش اسلامی کا مقابلہ کرنے کے لیےبھیجا۔اس نے ساباط میں رک کر۸۰ہزار(یا۱لاکھ۲۰ہزار)کی فوج منظّم کی۔مدائن سے قادسیہ پہنچنے میں رستم نے ۴ ماہ لگادیے،جنگ سے اس کے گریزاں ہونے کی وجہ یہ تھی کہ نجومیوں نے اس کی شکست کی خبردی تھی اس لیے وہ چاہتا تھا کہ مسلمان انتظار سے اکتاکر واپس چلے جائیں۔اس عرصہ کے دوران میں حضرت سعدکسکراورانبار کے مابین واقع نجف،فراض اوردیگرقبائل پر حملے کرکے غلہ،مویشی اور مال غنیمت لاتے رہے،ان کی فوج کی تعداد ۳۰ ہزار سے متجاوز ہوچکی تھی۔جنگ سے پیشتر حضرت سعد نے امیرالمومنین کے حکم پرایک دعوتی وفد یزدگرد کے پاس بھیجا۔نعمان بن مقرّن،قیس بن زرارہ،اشعث بن قیس،فرات بن حیان،عاصم بن عمر،عمرو بن معدی کرب،مغیرہ بن شعبہ،معنیٰ بن حارثہ اورعدی بن سہیل اس میں شامل تھے۔یزدگرد حقارت سے پیش آیا،نعمان بن مقرّن نے کہا،ہم دنیا سے شرک و بت پرستی مٹانے آئے ہیں،جواسلام قبول نہیں کرتا،جزیہ ادا کرکے ہماری حفاظت میں آ جائے ورنہ تلوار ہمارے اوراس کے درمیان فیصلہ کرے گی۔قیس بن زرارہ نے یہی بات دہرائی تو یزدگردآپے سے باہر ہوگیااوردھمکی دی،رستم جلدتمھیں قادسیہ کی خندق میں دفن کردے گا۔اس نے مٹی سے بھری ٹوکری منگوائی اور قائدوفدعاصم کے کندھے پررکھ کردربار سے باہرنکال دیا۔حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس مٹی کوبھی ایک نیک فال سمجھا،گویاسرزمین ایران ان کے قبضے میں آ گئی ہے۔جنگ سے پیشتر رستم نے حضرت سعدؓ کو بات چیت کی

www.javedahmadghamidi.org

دعوت دی تو انہوں نے ربعی بن عامر کو بھیجا۔ رستم دیبا و قالین کے فرش بچھائے، سونے کے تخت پر بیٹھا تھا۔ ربعی نے گھوڑا ایک گاؤ تکیے سے باندھا اور تیر سے قالین چاک کرتے ہوئے تخت پر آن بیٹھے۔ درباریوں نے منع کیا تو انہوں نے خنجر سے قالین کاٹا اور ننگی زمین پر بیٹھ گئے۔ رستم سے کچھ نوک جھونک کے بعد انہوں نے وہی شرائط دہرائیں جو پہلے یزدگرد کو پیش کی جا چکی تھیں۔ رستم کے ساتھی بھڑکے لیکن اس نے ربعی کو اچھی طرح رخصت کیا اور اگلے دن پھر حضرت سعد کو صلح کی گفتگو کا پیغام بھیجا، اب حذیفہ بن محصن گھوڑے پر سوار تخت کے پاس جا پہنچے۔ انہوں نے بھی اسلام، جزیہ یا قتال کی بات کی تو رستم نے انہیں الوداع کہا۔ تیسرے روز رستم ہی کی دعوت پر مغیرہ بن شعبہ سفیر بن کر آئے، انہیں اس نے لالچ دیا اور دھمکایا، دین حق کی دعوت سن کر اس نے پوچھا، اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو کیا تم اپنے ملک واپس چلے جاؤ گے؟ انہوں نے کہا، ہاں پھر ہم محض تجارت کی خاطر یا کسی ضرورت کے لیے آئیں گے۔ اس نے اپنے ساتھی جرنیلوں سے مشورہ کیا تو نیا دین قبول کرنے پر کوئی آمادہ نہ ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چلی آ رہی تھی کہ اس طرح کی سفارت کاری تین روز سے زیادہ نہ کی جائے لہٰذا جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

معرکہ شروع ہونے سے پہلے رستم نے پچھوایا، ہم نہر عتیق عبور کریں یا آپ ادھر آئیں گے؟ حضرت سعد نے ایرانی فوج کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ رات کے اندھیرے میں ایرانیوں نے عتیق کو مٹی، نرکل اور اپنے فالتو سامان سے پاٹ دیا اور اسی پر سے فوج، ہاتھی اور دوسرا سامان گزرا۔ اب دونوں فوجیں ایک فیصلہ کن معرکے کے لیے آمنے سامنے تھیں۔ قادسیہ کا معرکہ شروع ہوا تھا کہ حضرت سعد عرق النسا (sciatica) میں مبتلا ہو گئے اور ان کی سرینوں پر زخم نکل آئے۔ گھوڑے پر سوار ہونا ان کے لیے ممکن نہ تھا اس لیے انہوں نے خالد بن غرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ خود سینے کے نیچے تکیہ رکھ کر بیٹھ گئے اور چھت پر سے فوج کی نگرانی کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد حضرت سعد نے جہاد کے مضمون پر مشتمل سورۂ انفال کی آیات کی تلاوت کرائی اور اسلامی فوج سے خطاب کیا۔ انہوں نے تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو فوج مستعد (alert) ہو گئی، چوتھی تکبیر پر وہ دشمن کی فوج سے بھڑ گئی۔ حضرت سعد نے سپاہیوں کو حکم دے رکھا تھا، دشمن پر ہر حملہ کرتے ہوئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ (کسی کو قدرت و طاقت نہیں مگر اللہ ہی کے سہارے) کہیں۔ پہلا دن یوم ارماث تھا۔ غالب بن عبداللہ نے دو بدو مقابلے میں ہرمز کو قید کیا۔ عاصم بن عمرو اپنے مدمقابل کا پیچھا کرتے ہوئے ایرانی فوج کی صفوں میں گھس گئے۔ عمرو بن معدی کرب نے دعوت مبارزت دینے والے ایرانی کو جہنم رسید کیا۔ ایرانی ہاتھیوں نے زوردار حملہ کیا تو بنو بجیلہ کے گھوڑے بدک

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

گئے، حضرت سعد نے بنو اسد کو ان کا دفاع کرنے کا حکم دیا اور منادی کرا دی، تیروں کی بوچھاڑ کر کے ہاتھیوں کی یلغار کو روکا جائے اور ان کے ہودوں کے تسمے کاٹ کر سواروں کو گرا دیا جائے چنانچہ شام تک ایسا کوئی ہاتھی نہ رہا تھا جس پر ہودج یا فیل نشین ہو۔ اب دوسرا دن ہوا جسے یوم اغواث کہا جاتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے زخمی فوجیوں کو عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کی دوا دارو کر سکیں۔ شہدا کو عذیب اور عین شمس کے درمیان وادی مشرّق میں دفن کر دیا گیا۔ اسی اثنا میں حضرت عمر کی ہدایت پر شام سے ابوعبیدہ بن جراح کی بھیجی ہوئی کمک کا مقدمہ آن پہنچا، ۱ ہزار گھڑ سواروں کی قیادت قعقاع کر رہے تھے۔ جنگ شروع ہوئی تو قعقاع ہی نے مبارزت طلب کی۔ پہلے ذوالحاجب پھر فیرزان ان کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔ حارث بن ظبیان نے بندوان کو مارا۔ قعقاع للکارے، مسلمانو! دشمن کو تلواروں پر لے لو تو فوجیں گتھم گتھا ہو گئیں۔ آج بے شمار ایرانی قتل ہوئے کیونکہ وہ ہاتھیوں پر سوار نہ تھے۔ کئی مسلمانوں نے شہادت پائی۔ بنوتمیم کے ایک مسلمان نے رستم کو مارنے کی کوشش کی لیکن خود شہید ہو گیا۔ جنگ نصف شب تک جاری رہی پھر بھی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جنگ قادسیہ کا تیسرا دن یوم عماس اس حال میں طلوع ہوا کہ ۲ ہزار مسلمان شہید یا زخمی پڑے ہوئے تھے۔ علی الصبح ان کی تدفین اور علاج معالجہ کی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ دوسری طرف ۱۰ ہزار ایرانیوں کی لاشوں سے میدان پٹا پڑا تھا۔ دن چڑھا تو شام سے آنے والی فوج اپنے امیر ہاشم بن عتبہ کی قیادت میں پہنچ گئی۔ جنگ کا بازار گرم ہوا تو اس میں شامل قیس بن مکشوح نے خوب داد شجاعت دی۔ عمرو بن معدی کرب بھی دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ ایرانیوں نے رات بھر محنت کر کے ہاتھیوں کی عماریاں درست کر لی تھیں اور تسموں کی حفاظت کے لیے پیادہ اور گھڑ سوار مقرر کر رکھے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ہاتھیوں کو پھر سے روبکار دیکھا تو جھٹ سے قعقاع اور عاصم کو پیغام بھیجا، ایرانی فوج کے بڑے سفید ہاتھی کا کام تمام کرو۔ دونوں نے ہاتھی کی آنکھ میں نیزے دے مارے تو اس نے اپنے سائس کو پٹک دیا۔ اب قعقاع نے ایک زور کا وار کر کے اسے گرا دیا اور اس کے سواروں کو جہنم رسید کیا۔ حضرت سعد نے حمال اور ربیل کو بھی حکم دیا کہ اپنے مدمقابل خارش زدہ ہاتھی کو سنبھالو۔ انھوں نے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں اور ہونٹ کاٹ ڈالا جب کہ ہاتھی کے مہاوت نے خنجر پھینک کر ربیل کو زخمی کر دیا۔ بینائی سے محروم ہاتھی گرتا پڑتا اپنی ہی فوج کی صفیں روندتا ہوا نہر عتیق میں جا گرا۔ اس کے پیچھے باقی ہاتھی بھی اپنے ہودہ نشینوں کو لے کر مدائن کی طرف دوڑے۔ سورج مائل بہ غروب تھا کہ زوروں کی دست بدست جنگ شروع ہوئی جو رات بھر جاری رہی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے طلیحہ اور عمرو کو میدان جنگ کے زیریں حصہ کی نگرانی کے لیے بھیجا کہ کہیں دشمن ادھر سے حملہ نہ کر دے۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر از خود ہی دشمن پر عقبی حملہ کر دیا۔ حضرت سعد نے یہ حکم نہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دیا تھا تاہم اب انھوں نے اس کارروائی کو جاری رکھنے کی اجازت دے دی۔قعقاع نے پہل کی، ان کے پیچھے بنو اسد، بنونخع، بنوبجیلہ اور کندہ کے دستے کود پڑے۔تلواروں اور زرہوں کے ٹکرانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔بے شمار جانی نقصان ہوا،صبح ہوئی تو کسی فریق کا پلڑا بھاری نہ تھا۔یہ چوتھی رات تھی جسے لیلۃ الہریر کا نام دیا گیا۔دوپہر تک معرکہ آرائی جاری تھی جب فیرزان اور ہرمزان پسپا ہوئے۔اب ایرانی لشکر کے قلب تک رسائی ممکن ہوگئی تھی۔اسی اثنا میں شدید آندھی اٹھی جس سے ایرانی فوج کے خیمے اکھڑ گئے۔رستم کا تخت گر پڑا،اس کا سائبان اڑ کر عتیق میں جا گرا۔وہ گھبرا کر خچر پر سوار ہوا اور بھاگ نکلا۔قعاع اوران کے ساتھیوں نے اس کا پیچھا کیا، ہلال بن علقہ نے اس پر وار کیا تو وہ نہر عتیق میں کود گیا۔انھوں نے اس کی ٹانگیں پکڑ لیں اور پیشانی پر تلوار مار کر جہنم رسید کیا۔ضرار بن خطاب نے ایرانی پرچم ''درفش کاویان'' اپنے قبضے میں لے لیا۔بعد میں یہ ۳۰ ہزار دینار میں بکا۔ایرانی جرنیل جالینوس نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا تو مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ایرانیوں پر تیر اندازی شروع کر دی،صرف اس روز ۱۰ ہزار ایرانی کھیت رہے۔۶ ہزار اہل ایمان نے جام شہادت نوش کیا،انھیں وادئ مشرّق کے ساتھ خندق میں سپرد خاک کیا گیا۔پہلے ۳ دنوں کے شہدا کی تعداد اڑھائی ہزار تھی۔حضرت سعد نے ہلال کو بلا کر رستم کا سارا سامان دے دیا،اس کی مالیت ۷۰ ہزار دینار پڑی۔انھوں نے قعقاع، شرحبیل اور زہرہ بن حویہ کو مفرور ایرانیوں کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔زہرہ نے جالینوس کا کام تمام کیا،انھیں اس قدر مال غنیمت ملا کہ حضرت سعد کو تامل ہوا اس لیے حضرت عمر سے مشورہ کیا۔انھوں نے جالینوس کی تمام دولت زہرہ بن حویہ تمیمی کو دینے کے ساتھ ان کو عام سپاہیوں سے ۵۰۰ درہم زیادہ دینے کا حکم دیا۔ہر گھڑ سوار کے حصے میں ۶ ہزار درہم آئے، پیادہ کو ۲ ہزار ملے۔مسور بن مخرمہ کو سونے کا ایک آفتابہ ملا جس پر یاقوت جڑے ہوئے تھے۔وہ اسے حضرت سعد کے پاس لے گئے تو انھوں نے یہ مسور کو انھی کے حصے کے طور پر دے دیا۔جب بیچا گیا تو اس کی قیمت ایک لاکھ دینار پڑی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اپنی بیماری کے دوران میں گھر میں مقیم رہے لیکن دروازہ کھلا رکھا۔ان کی نئی بیوی سلمی بنت حفص (خصفہ) کو دشمن کی طرف سے حملے کا اندیشہ ہی رہا۔

حضرت سعد کے گھر میں ایک قیدی ابومحجن ثقفی تھا جو زمانۂ جاہلیت میں کثرت سے شراب نوشی کرتا تھا۔ایک بار وہ شراب کی مدح میں اشعار گنگنا رہا تھا کہ حضرت سعد نے سن لیے اور اسے قید میں ڈال دیا۔وہ ایک شہ سوار تھا، اس نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو اس کا دل بھی جنگ میں حصہ لینے کے لیے مچلنے لگا۔جنگ کے دوسرے روز اس نے حضرت سعد کی اہلیہ سلمی (یا ام ولد زبرا) سے کہا،اس کی بیڑیاں کھول کر حضرت سعد کی گھوڑی بلقا اسے

دے دی جائے تو وہ اختتام دن پر واپس لوٹ آئے گا۔اس نے اس طرح منت کی کہ حضرت سعد کی اہلیہ کا دل پسیج گیا اور انھوں نے اسے آزاد کر دیا۔ابومحجن نے اس زور شور سے جنگ میں حصہ لیا کہ چھت سے مشاہدہ کرنے والے حضرت سعد حیران رہ گئے۔وہ بلقا اور ابومحجن کو پہچاننے کی کوشش کرتے رہے لیکن پہچان نہ پائے۔شام کو چھت سے اترے تو اپنی گھوڑی کو پسینے میں ڈوبا پایا۔صحیح قصے کا پتا چلا تو حضرت سعد خوش ہوئے اور ابومحجن کو آزاد کر دیا۔

جنگ قادسیہ کے بعد ایرانی فرار ہو کر ایران کے مختلف اطراف میں بکھر گئے۔مسلمان دو ماہ وہیں مقیم رہے،انھوں نے اپنی تکان اتاری اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے عرق النسا (sciatica) سے افاقہ پایا۔پیشتر اس کے کہ ایرانی کسی جوابی کارروائی کی تدبیر کرتے،عمر فاروق نے سعد کو حکم دیا کہ بچوں اور عورتوں کو قصبۂ عتیق میں چھوڑ کر مدائن کو کوچ کریں۔

مدائن اپنی شان و شوکت میں قدیم ایرانی دارالخلافہ بابل پر بہت فوقیت رکھتا تھا،دجلہ اسے اس کے جڑواں شہر بہرہ شیر (بہرسیر یا نہر شیر) سے جدا کرتا تھا۔مدائن کا قدیم یونانی نام طیسفون تھا اور بہرہ شیر سلوقیہ کہلاتا تھا۔یزدگرد کے اجداد نے ان شہروں پر قبضہ کر کے ان کے نام بدل ڈالے تھے۔بغداد ان دونوں کے شمال میں ۲۰ میل کی مسافت پر تھا۔۱۵ھ میں حضرت سعد نے زہرہ بن حویہ کو مقدمہ کے طور پر آگے بھیجا،زہرہ حیرہ سے ہوتے ہوئے مدائن کو چلے۔بُرس (بیرنمرود) کے مقام پر انھوں نے ایک ایرانی دستے کو شکست دی،وہ بابل کی راہ پر تھے کہ حضرت سعد بھی ان سے آملے۔فیرزان کی فوج کو ہزیمت سے دوچار کرنے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص کچھ دن بابل میں ٹھہرے۔مدائن کی طرف جاتے ہوئے کوثی (جہاں نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو قید کیا تھا) کے مقام پر شہریار کی فوج کو شکست دی۔ادھر زہرہ اور ہاشم بن عتبہ کی سابقہ ملکۂ ایران بوران بنت کسریٰ کے دستے سے مڈبھیڑ ہوئی۔اس دستے کے سپاہی روزانہ حلف اٹھاتے تھے،جب تک زندگی ہے ملک ایران پر زوال نہ آنے دیں گے۔کسریٰ کا پالتو شیر مقرّط بھی ان کے ساتھ تھا،ہاشم نے لپک کر وار کیا اور تلوار سے شیر کا کام تمام کر دیا۔سپاہیوں نے بھاگ کر بہرہ شیر (بہرسیر) میں پناہ لی۔زہرہ ساباط پہنچے تو وہاں کے شہریوں نے جزیہ کی ادائی مان کر صلح کر لی۔حضرت سعد کے دستوں نے دجلہ و فرات کے مابین کارروائیاں کر کے ا لاکھ دہقانوں کو قیدی بنا لیا تھا اور ان کے گرد خندقیں کھود دی تھیں۔ان کے سردار شیرزاد نے جزیہ و خراج دینے کی پیش کش کر کے امن کی درخواست کی تو حضرت سعد نے مان لیا،عمر نے ان کے فیصلے کو برقرار رکھا۔اب عرب کی سرحدوں سے لے کر دارالخلافہ مدائن تک تمام ایران خلافت اسلامی کے زیر نگیں ہو چکا تھا اس لیے انھیں عقب سے حملے کا اندیشہ نہ رہا۔ذی الحجہ ۱۵ھ میں اہل بہرہ شیر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

(بہرسیر یا نہرشیر) نے مقابلے کا اردہ کیا تو حضرت سعد نے بات چیت کے لیے سلمان فارسی کو بھیجا لیکن وہ مصر رہے اور منجنیقیں اور جنگی آلات نصب کر لیے۔ حضرت سعد کے حکم پر اسلامی فوج نے بھی ۲۰ منجنیقیں تیار کر لیں۔ دو بدو مقابلے میں ایرانیوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی تو وہ قلعہ بند ہو گئے، بہرہ شیر دجلہ پر بنے ہوئے ایک پل کے ذریعے مدائن سے متصل تھا، وہاں سے غذائی اور فوجی امداد کی آمد کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ اس لیے محاصرہ طول پکڑتا گیا، ۵ ماہ کے اس طویل عرصے میں ایرانی جتھے وقتاً فوقتاً شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرتے لیکن مار کھا کر لوٹتے۔ مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر ایرانیوں کا صبر جواب دے گیا۔ انھیں یقین ہو گیا کہ وہ ان کو مغلوب نہ کر سکیں گے۔ تب شاہ یزدگرد نے حضرت سعد کو پیغام بھیجا کہ دجلہ کو عرب وعجم کے مابین حد فاصل بنا لیا جائے، دریا کے ادھر والا علاقہ مسلمان لے لیں اور اس طرف کا ایرانیوں کے لیے چھوڑ دیں۔ اس صورت حال میں کہ مدائن سامنے تھا اور ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، صلح کرنا مناسب نہ تھا، حضرت سعد نے انکار کا جواب دے کر فوراً بہرہ شیر (بہرسیر) کا محاصرہ تنگ کر کے اس پر سنگ باری کا حکم دے دیا۔ ادھر سے نیزہ چلا نہ تیر تو فصیل پھلانگ کر شہر کا دروازہ کھولا گیا (صفر ۱۶ھ)۔ شہر میں ایک آدمی کے سوا کوئی نہ تھا، ایرانیوں نے جاتے جاتے دجلہ کا معبر جلا دیا اور کشتیوں کو دریا کے اس پار منتقل کر دیا تھا۔ اب پر شور موجیں مارتا ہوا دریائے دجلہ اسلامی فوج کی پیش قدمی کو روکے ہوئے تھا۔ اس کے دوسری طرف کسریٰ کا سفید محل (قصر ابیض) چمک رہا تھا، اسے نوشیرواں نے ۵۵۰ء میں تعمیر کیا تھا۔ یزدگرد نے مدائن والا کنارہ مضبوط بنا کر مسلمان فوج کی آمد مستقل طور پر روکنے کی تدبیریں سوچیں لیکن کوئی راہ نہ پا کر فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اس پار عزم وہمت سے محروم ایک قوم تھی جس کا قائد اسے چھوڑ کر جا رہا تھا اور اسے کامیابی کی کوئی توقع نہ تھی۔ ادھر ایمان ویقین سے پر، فتح کے لیے بے تاب مسلمانوں کے قائد حضرت سعد بن ابی وقاص دجلہ کنارے کھڑے اسے عبور کرنے کی فکر میں تھے۔ انھیں یہی ترکیب سوجھی کہ کچھ لوگ دریا پار کر کے دوسرے کنارے تک جائیں اور وہاں کھڑے ہوئے ایرانیوں کو ہٹائیں تاکہ باقی لشکر دریا عبور کر سکے۔ عاصم بن عمرو نے ان کی تجویز پر لبیک کہنے میں سبقت کی، ۶۰۰ رضا کاران کے ہم آواز تھے۔ حضرت سعد نے عاصم کو ان کا قائد مقرر کیا، انھوں نے اپنے ساتھ آگے لے جانے کے لیے ۶۰ گھڑ سوار چنے اور گھوڑے دریا میں ڈال دیے۔ دوسرے کنارے پر کھڑے ایرانی پکار اٹھے، یہ دیوانے ہیں یا جن؟ انھوں نے بھی اپنے گھوڑے پانی میں اتارے اور آنے والے مسلمانوں کو روکنے کے لیے تیر اندازی شروع کر دی۔ ادھر عاصم نے اپنے دستے کو تیر برسانے کا حکم دیا اور کہا، گھوڑوں کی آنکھوں کو نشانہ بنایا

جائے۔ ایسا ہوا تو گھوڑے اپنے سواروں کو دجلہ میں گراتے ہوئے واپس دوڑے۔سابقین کا یہ دستہ دوسرے کنارے پہنچا تو وہاں کھڑے ایرانیوں کو پرے دھکیل دیا۔اب ۶۰۰ میں سے باقی سوار بھی پانی میں کود پڑے۔عاصم کا ''خطروں میں کودنے والا دستہ(کتیبۃ الاھوال)'' دجلہ کے وسط میں پہنچا تو قعقاع بن عمرو کی کمان میں شامل شہ سواروں نے بھی موجیں مارتے دریا میں چھلانگیں لگا دیں،اسے''خاموش دستے(کتیبۃ الخرساء)'' کا نام دیا گیا۔عاصم کے سپاہیوں نے ایرانیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا،جب قعقاع اور ان کے ساتھی پار اترے تو کنار دریا خالی تھا۔اب حضرت سعد نے تمام سواروں کو دریا میں کودنے کا حکم دیا،انہوں نے سپاہیوں کو تلقین کی،نستعین باللہ ونتوکل علیہ،حسبنا اللہ ونعم الوکیل(ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر بھروسا کرتے ہیں۔اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ خوب کارساز ہے) کی دعا مانگتے جائیں۔دجلہ اسلامی لشکر سے پر ہو گیا،سطح آب پر پانی نہیں بلکہ گھوڑوں اور گھڑسواروں کے سر نظر آ رہے تھے۔مسلمانوں نے اطمینان وسکون سے باتیں کرتے ہوئے دریا پار کیا۔آخر میں پار سے کشتیاں لا کر پیادوں اور ساز وسامان کو منتقل کیا گیا۔اس سارے معرکے میں صرف ایک مسلمان غرقدہ بارقی گھوڑے سے پھسل کر دریا میں گرا۔اسے قعقاع نے واپس گھوڑے پر بٹھا دیا۔اشیا میں سے صرف لکڑی کا ایک پیالہ کھویا گیا جو مالک بن عامر کا تھا۔اسے دجلہ کی موج نے اگلے کنارے پر پھینک دیا۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اگر ۱۴ویں صدی عیسوی میں تیمور لنگ نے اسی طرح دجلہ عبور نہ کیا ہوتا تو شاید مستشرقین کو یہ واقعہ ماننے میں بھی تامل ہوتا۔اسلامی فوج کے پہنچنے سے پہلے شاہ ایران اپنے خزانے سمیٹ کر،اہل وعیال اور غلاموں باندیوں کے قافلے کے ساتھ حلوان کو روانہ ہو چکا تھا۔حضرت سعد بن ابی وقاص نے سلمان فارسی سے کہا،قصر ابیض کے باشندگان کو فارسی میں آوازدیں۔تین دن تک انھیں پکارا گیا لیکن کوئی جواب نہ ملا،تیسرے دن حضرت سعد ساسانیوں کے اس محل میں داخل ہو گئے جہاں ۳۰ کھرب دینار کا خزانہ،تحائف اور آرائش وزیبائش کا سامان تھا۔انھوں نے ۸ رکعت نماز فتح ادا کی اور شاہی ایوان کو مسجد میں تبدیل کر دیا۔صفر ۱۶ھ میں انھوں نے یہاں جمعہ پڑھایا جو سرزمین عراق میں ادا کیا جانے والا پہلا جمعہ تھا۔انھوں نے وہاں قیام کی نیت کر لی تھی۔یزدگرد کو پکڑنے کے لیے حضرت سعد نے ایک رسالہ روانہ کیا،بادشاہ تو ان کے ہاتھ نہ آیا البتہ وہ قافلے کے کچھ افراد اور شاہی خزانہ لے آئے،خسروی تاج اور خلعتیں بھی ان کے ہاتھ لگیں۔حضرت سعد نے عمرو بن عمرو بن مقرن کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

قصر ابیض اور مدائن کے محلات سے مال غنیمت اکٹھا کریں۔ اس طرح کے مواقع پر فاتح لشکر کے سپاہی لوٹ مار کرتے ہیں اور اپنی جیبیں خوب بھرتے ہیں، دنیا کو حیرت ہوگی کہ ایسا ایک واقعہ بھی پیش نہ آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کو کہنا پڑا، اگر اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی فوقیت کا فیصلہ نہ فرمایا ہوتا تو میں کہتا، یہ فوجی بدریوں جیسی فضیلت رکھتے ہیں۔ جنگ ردہ میں مرتدین کی سربراہی اور پھر ارتداد سے توبہ کرنے والے طلیحہ، عمرو بن معدی کرب اور قیس بن مکشوح اس معرکے میں بھی شریک تھے۔ حضرت سعد کے حکم سے سلمان فارسی نے مال غنیمت کے ۵ حصے کر کے خمس الگ کیا۔ سپاہیوں میں تقسیم سلیمان باہلی نے کی۔ ۶۰ ہزار گھڑ سواروں نے اس جہاد میں حصہ لیا تھا، ہر ایک کے حصے میں ۱۲ ہزار دینار آئے۔ حضرت سعد نے مدائن کے خالی گھر بھی فوجیوں میں بانٹ دیے، ان میں سے کچھ نے اپنے بال بچے حیرہ اور دوسرے شہروں سے لا کر ان گھروں میں بسا دیے۔ بشیر بن خصاصیہ خمس اور خسروی غنائم کو لے کر مدینہ پہنچے۔ حضرت سعد نے اہل لشکر کی اجازت سے وہ بیش قیمت ریشمی شاہی قالین بھی اس میں شامل کر دیا تھا جس پر سونے، موتیوں اور جواہرات سے ایران کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ سیدنا عمر نے شاہی لباس سامنے رکھ کر حاضرین کی طرف دیکھا۔ جسامت اور قامت کے اعتبار سے ان کو سراقہ بن مالک ہی اس کے لیے موزوں لگے۔ سراقہ نے کسریٰ کا کرتہ، پاجامہ پہنا، قبا اوڑھی، ہاتھوں میں کنگن پہنے اور سر پر شاہی تاج رکھ لیا۔ انھوں نے ایران کے آخری تاج دار کے موزے پہنے، کمر بند باندھا اور اس کی تلوار حمائل کر لی۔ عمر نے کہا، واہ وا! بنو مدلج کا دیہاتی خسروانہ لباس زیب تن کیے ہوئے ہے۔ یوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی جو آپؐ نے ہجرت مدینہ کے وقت فرمائی تھی۔ پھر امیر المومنین نے اہل مدینہ میں خمس تقسیم کیا اور قالین کے بارے میں صحابہ سے رائے لی۔ علی نے کہا، اگر آپ نے قالین کو اسی شکل میں برقرار رکھا تو کل کلاں کوئی شخص استحقاق کے بغیر ہی اس کا مالک بن بیٹھے گا۔ انھوں نے فی الفور اس قیمتی قالین کے پرزے پرزے کر کے لوگوں میں بانٹ دیے۔ علی کے حصے میں آیا ہوا معمولی ٹکڑا ۲۰ ہزار دینار میں بکا۔

ادھر ایوان کسریٰ میں اذان و اقامت کی آوازیں بلند ہوتیں، حضرت سعد امامت کراتے اور لوگوں کو وعظ کہتے۔ انھوں نے ایرانیوں سے مزید جنگ کرنے کی کوئی پلاننگ نہ کی کیوں کہ خلیفۂ ثانی کی طرف سے ایسا کوئی حکم نہ ملا نہ تھا البتہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے ایران کی بھگوڑی قوت مقتدرہ کی کھوج میں رہتے۔ انھیں معلوم ہوا، حلوان جاتے ہوئے ایران کے اطراف واکناف سے بے شمار فوجی اور جنگ یزدگرد کے ساتھ آ ملے ہیں اور اس نے مہران کو کمانڈر مقرر کر کے اس نئی فوج کو مدائن سے ۶۵ کلومیٹر دور جلولا کے قلعہ نما شہر میں بھیج دیا ہے۔ قادسیہ میں مسلمانوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے ہاتھ ہلاک ہونے والے ایرانی جرنیل رستم کا بھائی خرزاد بن فرخ زاد بھی وہاں جنگی تیاریوں میں مشغول ہے۔ اس نے جلولا کے گرد خندق کھدا کر اس کے گرد لوہے کی خاردار تار نصب کرا دی ہے اور شہر کو آنے والے تمام راستوں پر کانٹے (گوکھرو یا بھکھڑے کے خار) بچھوا دیے ہیں۔ ہر طرح کے ہتھیار اور کیل کانٹے سے لیس ایک نیا لشکر تیار ہوا چاہتا ہے۔ ایرانی اس فوجی اجتماع سے بڑی توقعات وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے عمر فاروق سے ہدایات مانگیں تو ان کا حکم آیا، اپنے بھتیجے ہاشم بن عتبہ کو ۱۲ ہزار کی فوج دے کر جلولا روانہ کر دو۔ ہاشم نے جلولا کا محاصرہ کر لیا جو اڑھائی ماہ جاری رہا، اس دوران میں کسریٰ اور حضرت سعد اپنی اپنی فوج کو کمک بھیجتے رہے۔ ایک روز ایسی شدید آندھی اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا۔ اسی دوران میں کچھ ایرانی گھڑ سوار خندق میں گر پڑے ،انھیں نکالنے کے لیے راستہ بنایا گیا تو مسلمانوں نے یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے زوردار حملہ کر دیا۔ ہاشم نے جوشیلے وعظ سے فوج کو گرمایا اور قعقاع نے زبردست یلغار کر کے خندق کا راستہ کھول دیا۔ ایک لاکھ ایرانی مارے گئے باقیوں نے راہ فرار پکڑی۔ یہ فتح جسے فتح الفتوح کہا جاتا ہے، ذی قعد ۱۶ھ میں ہوئی، اس میں ۳۰ کروڑ کا مال غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت سعد نے زیاد بن ابوسفیان کے ہاتھ خمس مدینہ روانہ کیا۔ حلوان بھی قعقاع نے فتح کیا۔ ہاشم جلولا میں اور قعقاع حلوان میں ٹھیرے جب کہ حضرت سعد کوفہ روانہ ہو گئے۔ انھیں فرات کے کنارے پر واقع شہر ہیت میں فوجوں کے اجتماع کا پتا چلا تو خلیفۂ ثانی کی اجازت سے عمر بن مالک کی کمان میں ایک لشکر وہاں بھیجا۔ ہیت والوں نے ہتھیار ڈالے تو حضرت سعد نے ضرار بن خطاب کی سربراہی میں ایک لشکر ایران و عراق کے سرحدی شہر ماسبذان روانہ کیا جہاں ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ حضرت سعد نے امیر المومنین سے ملک ایران میں مزید پیش قدمی کی اجازت بھی مانگی تو جواب آیا، مسلمانوں نے ایران و عراق میں پیہم صعوبتیں برداشت کی ہیں، چند روز اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دو۔ حضرت عمر نے ایران و عراق کی مفتوحہ زمینوں کی بیع و شرا روک دی تاکہ مسلم فاتحین میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو جائے چنانچہ یہ کسانوں کے پاس رہیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے انھیں ذمی قرار دیا۔ شاہی زمینوں اور جنگ میں حصہ لینے والے امرا کی زمینوں کو خلافت اسلامی کی ملکیت قرار دیا گیا۔

محرم ۱۷ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص مدائن سے کوفہ منتقل ہوئے۔ سبب یہ ہوا کہ صحابہ کو مدائن کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ مکھیوں، مچھروں اور گرد و غبار سے ان کے رنگ سیاہ اور بدن کم زور پڑ گئے۔ یہ اطلاع حذیفہ بن یمان اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر کو دی، انھوں نے خود بھی مدینہ پہنچنے والے وفود سے مل کر اس کا اندازہ لگایا تو حضرت سعد کو خط لکھا، عربوں کو وہی آب و ہوا بھائے گی جو ان کے اونٹوں کے لیے سازگار ہو یعنی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دریا سے دور خشک زمین جہاں پانی کا چشمہ ہو۔ حضرت سعد نے حذیفہ اور سلمان بن زیاد کو موزوں جگہ کی تلاش کے لیے بھیجا۔ انھوں کوفہ کی سرخ ریت والی پتھریلی زمین پسند آئی۔ ابن جریر کے مطابق ابن بُقیلہ نے ان کی راہ نمائی کی اور کہا، میں آپ کو ایسی جگہ کی نشان دہی کرتا ہوں جو کھٹملوں کے لیے بلند ہے اور بیابان کے نشیب میں ہے۔ تب وہاں ریت کی تین خانقاہیں اور کچھ جھونپڑیاں تھیں۔ حذیفہ اور سلمان نے اس جگہ نماز ادا کی اور نئے شہر کے لیے برکت وثبات کی دعا مانگی۔ سب سے پہلے بلند ترین جگہ کی نشان دہی کر کے مسجد تعمیر کی گئی۔ خسروی محلات سے حاصل شدہ سنگ مرمر کے ستونوں سے مسجد کی دو سو ہاتھ بلند چھت کھڑی کی گئی اور ایک خندق کے ذریعے اس کی حدود مقرر کی گئیں۔ پھر حضرت سعد نے دور تک مار کرنے والا ایک ماہر تیر انداز بلایا جس نے مسجد کی چہار اطراف میں تیر پھینکے۔ تیر گرنے کے مقامات تک کی جگہ بازار کے لیے چھوڑی گئی اور اس سے پرے عوام الناس نے گھر بنا لیے۔ حضرت سعد نے ۷ سے لے کر ۴۰ گز تک کی گلی چھوڑنا لازم قرار دیا۔ پہلی تعمیرات بانس سے ہوئیں جو امسال ہی جل کر راکھ ہوئیں تو حضرت عمر نے اس شرط پر کچی اینٹوں کے گھر بنانے کی اجازت دی کہ کمرے تین سے زیادہ اور چھت بہت بلند نہ ہو۔ ایرانی معمار روزبہ نے ایران کے شاہی محلات میں استعمال ہونے والی اینٹوں سے ''قصر حضرت سعد'' (قصر کوفہ) تعمیر کیا۔ پڑوس میں مسجد اور بیت المال تھے، ادھر فوجیوں کی کالونی بن گئی۔ اب حضرت سعد نے امیر المومنین کو مطلع کیا، میں نے حیرہ و فرات کے بیچ کوفہ میں قیام کر لیا ہے۔ مسلمان کوفہ و مدائن میں سے جس شہر میں چاہیں، رہ سکتے ہیں۔ کچھ عرصہ گزرا تو فوجیوں کی صحتیں بحال ہو گئیں۔ حضرت سعد دفتر میں بیٹھتے تو بازار میں لوگوں کے غوغا سے گھبرا کر دروازہ بند کرا دیتے۔ حضرت عمر کو خبر ہوئی تو محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجا اور کہا، وہاں پہنچتے ہی لکڑیاں جمع کرنا اور محل کا دروازہ جلا دینا، حضرت سعد کو یہ حکم بھی سنانا، دروازہ بند کرے نہ لوگوں کو روکنے کے لیے دربان بٹھائے۔

۱۷ھ میں رومیوں نے ابوعبیدہ بن جراح کو حمص میں محصور کر دیا تو عمر نےحضرت سعد کو حکم دیا، قعقاع کی قیادت میں انھیں کمک بھیجیں۔ وہ خود بھی مدینہ سے فوج لے کر ان کی مدد کے لیے نکلے، جابیہ تک پہنچے تھے کہ خبر ملی، ابوعبیدہ نے حصار توڑ کر فتح حاصل کر لی ہے۔ ۱۷ھ ہی میں حضرت عمر نے حضرت سعد کو خط لکھا، شام و عراق کی فتح مکمل ہونے کے بعد ایک لشکر الجزیرہ روانہ کر دینا۔ اسی سال انھوں نے امیر المومنین کے حکم پر نعمان بن مقرن کی قیادت میں ایک لشکر اہواز بھیجا جس میں جریر بن عبداللہ بجلی، جریر بن عبداللہ حمیری اور سوید بن مقرن بھی شامل تھے۔ یہ ہرمزان کے خلاف لڑنے والی اسلامی فوج میں شامل ہوا۔

کوفہ کے بعد ۱۸ھ میں بصرہ کی تعمیر ہوئی، اس کے لیے ابلّہ کے قریب دجلہ وفرات کے ڈیلٹا کا انتخاب کیا گیا، یہیں سے یہ دونوں دریا خلیج فارس میں گرتے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر کے حکم پر ۱۶ھ میں عتبہ بن غزوان کو بصرہ کی بنا رکھنے کی ذمہ داری سونپی۔ ابن جریر اور بلاذری کا خیال ہے، عمر نے عتبہ کو ۱۴ھ میں کوفہ آباد ہونے سے پہلے بصرہ بسانے کے لیے بھیجا۔

۲۰ھ (۶۴۰ء) میں کوفہ کے کچھ لوگوں نے امیر المومنین سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی برائیاں کیں حتیٰ کہ ان کو لکھ بھیجا، وہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔ جراح بن سنان اسدی اس مہم میں پیش پیش تھا۔ عمر نے کہا، تمہارے خلاف یہی دلیل کافی ہے کہ تم حضرت سعد کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے ہو جب وہ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے میں مشغول ہے (تب جنگ نہاوند کی تیاری تھی)، اس کے باوجود میں تمہاری شکایات کا کھوج لگاؤں گا۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجا جو تمام قبائل ومساجد میں گھومے۔ سب نے حضرت سعد کے بارے میں کلمۂ خیر کہا۔ جراح کے محلّہ کے لوگ خاموش رہے، برا بھلا کچھ نہ کہا۔ بنوعبس کے اسامہ بن قتادہ (ابوسعدہ) نے کہا، حضرت سعد جنگ میں حصہ نہیں لیتے، رعایا سے ایک جیسا سلوک نہیں کرتے اور مال غنیمت انصاف سے نہیں بانٹتے۔ حضرت سعد نے کہا، اللہ! اگر اس نے جھوٹ کہا ہے تو اس کی بینائی زائل کر، اس کا کنبہ بڑا کر اور اسے فتنوں میں مبتلا کر دے۔ یہ دعا بعدازاں اسی طرح پوری ہوئی۔ اب سعد، محمد، جراح اور اس کے ساتھی مدینہ پہنچے۔ حضرت عمر نے پوچھا، ابواسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) یہ لوگ بتا رہے ہیں، تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے؟ حضرت سعد نے جواب دیا، واللہ! میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھاتا ہوں، اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ (مثال کے طور پر) عشا کی نماز پڑھاؤں تو پہلی دو رکعتیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھاتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں جلدی کرتا ہوں۔ عمر نے کہا، ابواسحاق! تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا۔ (بخاری: ۷۵۵، مسلم: ۹۴۸) یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ حضرت سعد سے کوئی غلطی نہیں ہوئی، عمر نے انہیں معزول کرنا مناسب سمجھا۔ انہوں نے پوچھا، کسے قائم مقام مقرر کر آئے ہو؟ حضرت سعد نے بتایا، عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو۔ انہی کو قائم مقام گورنر بنانے کے بعد عمر نے جھوٹی شکایت کرنے پر شکایت کنندگان کو تہدید کی۔ مدینہ پہنچنے سے پہلے حضرت سعد امیر المومنین کو نہاوند میں ڈیڑھ لاکھ ایرانی فوجوں کے اجتماع کی خبر دے چکے تھے۔ عبداللہ نے گورنر بننے کے بعد ایرانیوں پر حملے کی اجازت مانگی تو اس مہم کی کمان نعمان بن مقرن کو مل گئی۔ حضرت سعد ساڑھے تین سال کوفہ کے گورنر رہے، ان کے بعد عمار بن یاسر اور پھر مغیرہ بن شعبہ نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ ۲۳ھ میں عمر نے حضرت سعد کو بحال کرنا چاہا لیکن وہ نہ مانے اور

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کہا، میں ان لوگوں کا والی کیسے بن سکتا ہوں جن کا خیال ہے کہ میں نماز بھی درست نہیں پڑھاتا۔اسی سال عمر کی شہادت کا سانحہ پیش آ گیا۔انھوں نے وصیت کی،اگر حضرت سعد کوفہ کے گورنر بن جائیں تو خوب ورنہ اس عہدے پر فائز شخص ان سے مدد ضرور لے۔میں نے انھیں کسی کوتاہی یا خیانت کے باعث معزول نہ کیا تھا۔

حضرت عمر کی وصیت تھی، نیا خلیفہ عشرۂ مبشرہ میں شامل ان چھ اصحاب رسولؐ میں سے منتخب کیا جائے، عثمان بن عفان، علی بن ابو طالب، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبیداللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمان بن عوف۔حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام لیتے ہوئے انھوں نے کہا، اگر آپ لوگوں نے حضرت سعد کو چنا تو (یہ انتخاب درست ہو گا کیونکہ) وہ اس منصب کے پوری طرح اہل ہیں، میں نے ان کو کسی قصور یا خیانت کی وجہ سے معزول نہ کیا تھا۔ امیرالمومنین کی شہادت کے بعد ان کی مقرر کردہ شوریٰ کا اجلاس ابوطلحہ انصاری کے پہرے میں شروع ہوا ۔عبدالرحمان بن عوف نے ۳ ارکان کو ۳ ارکان کے حق میں دست بردار ہونے کا مشورہ دیا تو حضرت سعد عبدالرحمانکے حق میں دست بردار ہو گئے ۔اب عبدالرحمان نے علی وعثمان میں سے ایک کا انتخاب کرنے کو کہا تو حضرت سعد نے عثمان کے حق میں رائے دی۔عمر نے ہدایت کی تھی ،خلیفہ کے انتخاب سے پہلے اصحاب شوریٰ کے علاوہ کسی کو اجلاس میں نہ آنے دیا جائے۔جب عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ آ کر دروازے کے پاس بیٹھے تو حضرت سعد نے انھیں ڈانٹ دیا۔خلیفۂ ثالث کے انتخاب میں کچھ وقت لگا تو حضرت سعد نے عبدالرحمان سے کہا ،جلد فیصلہ کر دو،قبل اس کہ لوگ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عبیداللہ بن عمر نے غصے میں آ کر اپنے والد کی شہادت کی سازش میں ملوث افراد ہرمزان اور جفینہ کو قتل کر دیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کی تلوار قبضے میں لے لی اور انھیں پکڑ کر اپنے گھر میں قید کر دیا۔جب حضرت عثمان کی بیعت ہو چکی تو ان کے سامنے پیش کر دیا،انھوں نے اہل رائے کے مشورے سے چھوڑ نا مناسب سمجھا۔

۲۴ھ (۶۴۵ء) میں خلیفۂ سوم حضرت عثمان نے مغیرہ بن شعبہ کو ہٹا کر حضرت سعد کو دوسری بار کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ان کی تعیناتی کا محرک حضرت عمر کے وہ مدحیہ کلمات بنے جو انھوں نے شہادت سے قبل حضرت سعد کے بارے ارشاد فرمائے۔وہ ڈیڑھ سال تک اس عہدے پر فائز رہنے پائے تھے کہ ۲۵ھ میں خلیفۂ سوم نے انھیں معزول کر کے ولید بن عقبہ کو گورنر بنا دیا۔ان کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے بیت المال سے کچھ قرض لیا جو وہ مقررہ وقت پر ادا نہ کر سکے۔عبداللہ بن مسعود خزانچی تھے،انھوں نے تقاضا کیا تو دونوں صحابیوں میں سخت کلامی ہوئی پھر آس پاس کے لوگ بھی اس جھگڑے میں شامل ہو گئے۔حضرت عثمانکو علم ہوا تو انھوں نے حضرت سعد کو ہٹا دیا جب کہ ابن مسعود

کوان کے عہدے پر برقرار رکھا۔ حضرت سعد کی امارت کے دوران میں ان کے بیٹے عمیر زخمی ہو کر شدید بیمار ہوئے تو بھی انھیں مدینہ آنا پڑا، سیدنا عثمان نے تب ان کے اختیارات معاویہ کو سونپے۔

حضرت عثمان پر اقربا نوازی کا الزام لگا تو انھوں نے علی، طلحہ، سعد، زبیر اور معاویہ کو بلا کر اپنی پالیسی کی وضاحت کی۔ انھوں نے کہا، میرے پیش رو ابوبکر و عمر سختی سے کام لیتے تھے جب کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو سامنے رکھ کر اپنے اہل قرابت کو دیتا ہوں کیونکہ وہ تنگ دست ہیں۔ اس کے باوجود ان اصحاب رسولؐ کے اعتراض پر عثمان نے مروان کو دیے جانے والے ۱۵ ہزار درہم اور عبداللہ بن خالد بن اسید کو عطا کردہ ۱۰ ہزار واپس لیے۔ عہد عثمانی کے آخری دنوں میں بلوائیوں نے مدینہ پر یورش کی۔ اس موقع پر حضرت عثمان نے حضرت علی سے درخواست کی کہ ان سرکشوں سے بات چیت کریں۔ وہ ۱۳۰ اکابر صحابہ کی جماعت لے کر نکلے اور عمار بن یاسر کو بھی ساتھ چلنے کو کہا لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ تب عثمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی ذمہ داری لگائی کہ انھیں جانے پر آمادہ کریں لیکن عمار تب بھی نہ مانے۔ مسجد نبویؐ میں حضرت عثمان پر سنگ باری کی گئی تو حضرت سعد، حسین، زید اور ابو ہریرہ نے باغیوں سے قتال کرنا چاہا مگر حضرت عثمان نے منع کر دیا۔ بلوائیوں کے فساد پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت سعد نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جلد ہی ایسا فتنہ برپا ہو گا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے، کھڑا ہوا چلتے ہوئے سے اور چلتا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ حدیث کے راوی بُسر بن سعید نے پوچھا، اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو کر مجھے قتل کرنے کے درپے ہو جائے تو؟ حضرت سعد نے کہا، آدم کے اچھے بیٹے (ہابیل) کی مانند ہو جانا۔ (ترمذی: ۲۱۹۴، مسند احمد: ۱۶۰۹) فتنہ کی سنگینی کا احساس ہونے کے باوجود حضرت سعد کا خیال تھا کہ باغی عثمان کو شہید کرنے کی جرات نہ کریں گے۔ محاصرے کے دوران میں سیدنا عثمان نے کئی بار علی، سعد، طلحہ اور زبیر کو گواہ بنا کر اسلام کے لیے کی گئی اپنی نیکیاں گنوائیں تو ان سب نے ان کی تائید کی۔ شہید مظلوم سیدنا عثمان کی شہادت کے ۵ دن بعد تک مدینہ میں بد بخت غافقی بن حرب کے احکام چلتے رہے۔ اس دوران میں مصر کے باغی حضرت علی کو بیعت لینے پر آمادہ کرتے رہے، کوفی زبیر بن عوام کو تلاش کرتے رہے اور بصری طلحہ کو خلیفہ بنانے پر کوشاں رہے۔ ایک گروہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس بھی گیا لیکن انھوں نے یہ ذمہ داری سنبھالنے سے انکار کر دیا پھر وہ مدینہ سے باہر چلے گئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com